امین الملت یمین الدولت سلطان محمود ابن سبکتگین

خالد کمال مبارک پوری

نام و نسب اور ابتدائی حالات :۔ سلطان محمود ابن سبکتگین جمعرات شب عاشورہ ۳۶۱ھ میں اور بقول ابو الفداء درمیان عاشورہ ۳۶۰ھ میں پیدا ہوئے، شب ولادت سبکتگین نے خواب دیکھا تھا کہ اس کے آتشدان سے ایک درخت اگا ہے جس کا سایہ دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا پہ چھا گیا، سبکتگین خواب سے اٹھ کر اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا کہ دفعۃً بیٹے کی پیدائش کی خبر پہونچی، خدا کا شکر ادا کیا، اور محمود نام رکھا، بیان کیا جاتا ہے اسی رات میں پشاور کے دریائے ہند سندھ کے کنارے کا ایک مشہور اور پرانا مندر جو نہایت ہی مقدس خیال کیا جاتا تھا، خود بخود گر گیا، آپ کا سلسلۂ نسب فارس کے شہنشاہ اعظم نوشیروان سے مل جاتا ہے،

سلطان محمود کا باپ سبکتگین یزدگرد شاہ فارس کی نسل سے تھا، اور گردشِ زمانہ سے الپتگین کے ہاتھ فروخت ہو گیا تھا، حسن لیاقت اور عقلمندی سے ترقی پاکر درجہ امارت کو پہنچ گیا، پھر الپتگین نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا، جس کے سبب وہ غزنی کے امراء سے مقدم ہو گیا، اس واقعہ کے سولہ یا بیس برس کے بعد الپتگین فوت ہو گیا، اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا اسحٰق حاکم غزنی ہوا، مگر وہ بھی دو ہی سال کے اندر لاولد مر گیا، اور باشندگان غزنی نے متفق ہو کر سبکتگین کو ۳۶۶ھ میں اپنا حاکم بنا لیا، اس نے حکومت سنبھالتے ہی مفتوحہ ممالک کا نظم و نسق بہت اچھے طریقہ پر کیا، اور جلد ہی دلوں میں اپنے تمام مخالفوں پر اپنا سکہ جما لیا،

باپ کی وفات اور تخت نشینی :۔ سلطان سبکتگین بڑا ہی کریم، عادل، شجاع اور پابند شریعت سلطان تھا، اسی نے ہندوستان میں فتوحات کا نئے سرے سے دروازہ کھولا اور ۵۶ سال کی عمر میں ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد شعبان ۳۸۷ھ میں مقام ترمذ علاقہ بلخ میں فوت ہوا، سلطان محمود اپنے نامور باپ کے زمانہ ہی میں اپنی شجاعت کا سکہ دلوں پر بٹھا چکا تھا، باپ کی وفات کے وقت وہ خراسان کا گورنر تھا،

محمود کا چھوٹا بھائی اسمٰعیل جو الپتگین کا نواسہ تھا، اور شاہی رشتہ کے سبب محمود سے جس کی والدہ رئیس زابل کی بیٹی تھی، اپنے آپ کو زیادہ مستحق سلطنت سمجھتا تھا، وہ باپ کی وفات کے بعد سلطنت پر قابض ہوگیا، محمود کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس کو سمجھایا بجھایا لیکن اس نے نہ مانا، اور مقابلہ کے لیے تیار ہوگیا، بالآخر شکست پاکر قید ہوا، اور محمود تخت غزنی پر متمکن ہوگیا، اس نے عنان حکومت سنبھالتے ہی حکومت کا نقشہ بدل دیا، باغیون کو شکست فاش دی جس کی وجہ سے وسط ایشیا مین اس کا رعب داب قائم ہوگیا، مگر راجہ جیپال نے جو اس کے باپ کے عہد سے خراج دیا کرتا تھا بند کر دیا، اور غزنی کی طرف پیش قدمی شروع کر دی، جس کی وجہ سے محمود نے خارجی اور داخلی مخالفون کے دبانے کی جدوجہد کے بعد ادھر سے فارغ ہو کر راجہ جیپال کے مقابلہ کے لیے ہندوستان کا رخ کیا،

ادھر سلطان کے ہندوستان پر فتح وظفر کے ساتھ ہی داعیین اسلام اور صوفیاے کرام ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین گھوم کر اسلام کے احکام و شعائر اور اس کی خوبیان بیان کر کے اپنے ظاہری و باطنی تصرفات و کرامات سے اہل ہنود کے دلون کو مسخر کرنے لگے،

چونکہ ہندوستان کرامات اور خرق عادات کا سب ملکون سے زیادہ گرویدہ تھا، اس لیے ایسے درویشون اور بے لوث زندگی والون کی بڑی قدر و منزلت ہونے لگی، اگر ایک طرف جوگی اور سنیاسی اپنی محنت اور ریاضت سے ہندوؤن کے دلون کو تسخیر کرتے، تو دوسری طرف عباد و زہاد، اور علماء و صلحاء، اور بزرگان دین کی طرف ہندوؤن کے دل شدت سے کھینچنے لگے،

جب زیادہ تر ہندو اس حلقہ مین آنے لگے تو بزرگان دین نے علم الٰہیات کے مدارس کھول دیئے، جن کو خانقاہ کہا جاتا ہے، ان مدارس مین مذہب اسلام کی کشش کے بھی سامان ہوا کرتے تھے، جن سے مسلمان تو مسلمان نومسلم بھی کافی استفادہ کرنے لگے، ان خانقاہون کی رو اس زمانہ کے امراء و سلاطین کیا کرتے تھے، ان مین کسی مذہب کی توہین و تضحیک نہین ہوا کرتی تھی، بلکہ انسانی کمال اور روحانی جمال و جلال کے حصول کی باقاعدہ اصول کی علمی و عملی تعلیم دی جاتی تھی،

ان ہی خانقاہون مین، اکثر نومسلم حضرات آہستہ آہستہ زہد و تقویٰ کی اونچی سے اونچی منزلون کو طے کرنے لگے، اور دوسرون کو اسلام کی دعوت دینے لگے، اس طرح اسلام آہستہ آہستہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین خوب پھلا پھولا،

یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام کو فاتحون نے بزور شمشیر پھیلایا ہے، بلکہ اسلام کے اوصاف ہندوؤن کے دلون کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اسلام لائین، بعض مرتبہ وہ خود اپنے پیشواؤن کو مسلمان ہوتا ہوا دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے، ایک مثال اسی قسم کی پیش کی جاتی ہے، ملاحظہ کیجئے:

اشاعت اسلام کا ایک اور طریقہ

مذکور ہے کہ تسخیر لاہور مین بہادران اسلام کو یہ دقت پیش آئی کہ ایک جوگی جو مشہور جادوگر تھا، ایسے ایسے شعبدے دکھاتا تھا کہ لڑنے والون کا ارادہ اور حوصلہ کم نہین ہونے پاتا اور سلطانی فوج برابر ناکام ہوتی رہی،

سلطانی فوج کے افسر نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے آگاہ کیا، خدا پرست سلطان جو ہر مشکل مین خدا ہی سے رجوع کرتا تھا، خدا کے حضور مین سربسجود ہوا، رات کو خواب مین اس کو فتح کی خوشخبری دی گئی، اور اسی طرف حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش کو مجاہدین اسلام کی مدد کا حکم دیا گیا، جب سلطانی فوج پنجاب روانہ ہوئی تو آپ بھی ساتھ ہو لیے لاہور پہنچکر دیکھا کہ وہ جوگی اپنے شعبدون سے اپنی فوجون کا حوصلے بڑھا رہا ہے، اور مسلمانون کی ہمت گھٹا رہا ہے، شیخ نے اپنے کمالات سماو قوت ایمان اور یقین پیدا کر دیا کہ وہ اسلام لا کر قدمون پر گر پڑا اور اس کے ساتھ سیکڑون فوجی مسلمان ہوئے اور قلعہ باسانی فتح ہوگیا،

حضرت شیخ داتا گنج بخش غزنی کے کسی مضافاتی گاؤن مین گمنامی کی حالت مین رہتے تھے، اور اپنی ولایت کو چھپائے ہوئے تھے اور لوگون کو قرآن شریف کی تعلیم دیتے تھے، بعد مین لاہور تشریف لائے، اور لاہور مین آپ کا مزار آج بھی موجود ہے،

آپ خود فیصلہ کر سکتے ہین کہ اس حالت مین اسلامی تلوار نے ان فوجیون کو مسلمان بنایا یا سلطان نے ڈرا دھمکا کر مسلمان کیا ویسے بھی سلطان محمود کو اولیا اور بزرگان دین سے بڑی عقیدت تھی، وہ علم و فن مین بڑا فاضل تھا، اور فضلاء کی قدر کرتا تھا،

ایک مرتبہ سلطان محمود خراسان کی طرف گیا تو شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کا ارادہ کیا، مگر اس وقت نہ جا سکا اور ہندوستان سے واپس جا کر زیارت شیخ کا احرام باندھ کر خرقان پہنچا، اور شیخ کی خدمت مین پیغام بھیجا کہ سلطان غزنی سے آیا ہوا ہے، اگر آپ اپنے مکان سے اٹھ کر بارگاہ سلطانی تک آئین تو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم کی فضیلت حاصل ہوگی، شیخ نے فرمایا کہ مین اطیعوا اللہ مین ایسا غرق ہون کہ اطیعوا الرسول سے نادم ہون، پھر اولوا الامر منکم کی جانب کس طرح متوجہ ہو سکتا ہون، سلطان یہ پیغام سنکر رو پڑا، پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزون کو غلام کا لباس پہنا کر خود ایاز بن کر گیا،

دروازہ پہ پہنچکر خود السلام علیکم کہا، شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کے لیے نہ اٹھے، نہ ایاز کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان محمود کی طرف توجہ کی، جو غلامون کی صف مین کھڑا تھا، سلطان محمود نے کہا آپ نے سلطان کی زیارت نہین کی کیا بات ہے؟ شیخ نے کہا یہ تمام جال ہے مین اس جال مین پھنسنے والا نہین ہون، سلطان نے کچھ فرمانے کے لیے کہا، شیخ نے فرمایا کہ نامحرم عورتون کو باہر نکالدو، چنانچہ تمام لونڈیان باہر نکالدی گئین،

اس کے بعد سلطان نے اور سوال کیا، جس کا جواب شیخ نے دیا، پھر تو وہ مریدان باصفا کی طرح شیخ سے درخواست کرنے لگا،

شیخ نے (۱) پرہیزگاری (۲) نماز باجماعت (۳) سخاوت (۴) شفقت برخلق یہ چار نصیحتین کین، اس کے بعد سلطان کے حق مین دعا کی، سلطان نے قیمتی ہیرون کی تھیلی پیش کی، شیخ نے جو کی روٹی کھانے کو دی، سلطان نے ایک لقمہ حلق مین ڈالا کہ اٹک گیا، شیخ نے پوچھا کیون نہین کھاتا، سلطان نے کہا گلے مین پھنس گئی ہے، شیخ نے کہا

اسی طرح تیرا یہ مال میرے گلے مین پھنستا ہے، اس کو اٹھالے جا، مین دنیا کی دولت کو ترک کرچکا ہون، سلطان نے تبرک کے لیے کوئی نشانی طلب کی تو اپنا پیراہن عنایت کیا، سلطان جب رخصت ہونے لگا تو شیخ کھڑے ہونے لگے، سلطان نے دریافت کیا یا شیخ جب مین آیا تو آپ نے تعظیم نہ کی، اور اب جاتے وقت تعظیم کر رہے ہین، شیخ نے فرمایا تو غرور سلطنت مین مست ہو کر درویش کے امتحان کے لیے آیا تھا، اس لیے تعظیم نہ کی گئی، تو اب انکساری اور درویشی کے ساتھ جاتا ہے اس لیے تعظیم کی جاتی ہے،

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمود راسخ الاعتقاد تھا، ہر ایک چیز کو خوب ٹھوک ٹھنکا لیا کرتا تھا، متلاشی و محقق تھا اور صداقت کو بے چون وچرا تسلیم کیا کرتا تھا،

سلطان کو جب کوئی مصیبت درپیش آتی تو حضرت شیخ خرقانیؒ کے خرقہ کی حرمت سے دعا مانگتا تھا، اور کامیاب ہوتا تھا،

خوف خدا:۔ القادر باللہ خلیفہ بغداد جو خلیفۃ المسلمین کے لقب سے پکارے جاتے تھے، ان کی دی ہوئی سند سے حکومت کا جواز سمجھا جاتا تھا، اور ان کے نام کا خطبہ وسکہ بغداد اور مشرقی ممالک مین جاری تھا،

سلطان محمود اپنے باپ کا جائز جانشین بنکر اپنی قوت بازو سے فتوحات کا دروازہ کھول چکا، تو خلیفہ القادر باللہ نے اسے امین الملۃ ویمین الدولہ کا خطاب دیا، اور مشرقی ممالک کا سلطان تسلیم کر لیا، خراسان کا کچھ حصہ تو سلطان نے خو بنی لیث سے چھین لیا تھا، اور کچھ امرائے دیلم کے قبضہ مین تھا، جو خلیفہ کے جان ومال پر اختیار رکھتے تھے، سلطان محمود نے خلیفہ القادر باللہ سے بقیہ حصہ طلب کیا، تو دیدیا، پھر سمرقند کی سند حکومت طلب کی، تو خلیفہ نے انکار کر دیا اور لکھا کہ اگر سلطان محمود نے بغیر میری اجازت کے سمرقند پر حملہ کر دیا تو مین تمام اسلامی ممالک کو سلطان محمود کے خلاف صف آرا کر دونگا،

سلطان محمود خود خلیفہ القادر باللہ کی حقیقت اور طاقت سے بخوبی واقف تھا، بھڑک اٹھا اور خلیفہ کو لکھا کہ تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو، مین ایک ہزار ہاتھی لاکر بغداد کی خاک تک غزنی اٹھا لے جاؤنگا،

خلیفہ بغداد نے اس کا جواب سربمہر بند دیا، سلطان محمود نے کھولا تو لکھا تھا، "ا ل م" اور اس کے بعد الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین لکھا تھا،

سلطان اور تمام درباری حیران تھے، مگر مطلب سمجھ مین نہ آتا تھا، آخرکار ابوبکر قہستانی نے عرض کیا کہ "ا ل م" سے اشارہ ہے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کی طرف، اگر سلطان بغداد پر حملہ کرنے کے لیے جائے گا تو اس کا وہی انجام ہوگا، جو اصحاب فیل شاہ یمن وغیرہ کا ہوا کہ کعبہ کے ڈھانے کے لیے وہ ہاتھیون کو لیکر آیا تھا، مگر رب کعبہ نے ہاتھیون اور ان کے سوارون کو تباہ کر دیا۔

سلطان یہ آیت سنتے ہی بیہوش ہوگیا، اور جب ہوش مین آیا تو ایلچی سے معذرت طلب کی اور قیمتی تحفے دے کر اس کو روانہ کیا، اور ابوبکر قہستانی کو قیمتی خلعت دے کر منصب امارت عطا کر کے قدردانی علوم کا ثبوت دیا،

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان کے دل مین سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہین تھا، وہ جانتا تھا کہ خلیفہ بغداد کے

پاس مجھ سے مقابلہ کرنے والی فوج نہین ہے، لیکن قرآن کی ایک آیت نے اس کے سامنے ایک ایسا عبرتناک واقعہ پیش کر دیا جس سے اس کا دل ہل گیا اور خوف خدا سے بیہوش ہو گیا، قرآن کی عظمت اس کے دل مین کافی تھی، اس نے کما حقہ قرآن کو اپنی زندگی کے لیے رہنما بنایا، اور اُس کے تبلائے ہوئے راستہ پر برابر چلتا رہا، اور اس کے سامنے اس نے حکومت اور جاہ و جلال کی مطلق پروا نہین کی،

سلطان کی دعاؤن کا اثر: ۔ سلطان کو جب کبھی کوئی مشکل پڑتی تو وہ خدا سے اس طرح گریہ وزاری اور خشوع کے ساتھ دعا مانگتا کہ اس کی دعاؤن کو شرف قبولیت مل ہی جاتی،

حملہ سومنات کے وقت جب راجگان ہند کی کثرت اور دیگر جنگی مشکلات نے سلطان کو فتح سے مایوس کر دیا تو اس نے دربار الٰہی مین سربسجود ہو کر دعا کی کہ

"الٰہی مجھے شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیراہن کی برکت سے فتح عطا کر۔ اور مخالفون کو شکست دے"

دعا مقبول ہوئی، اور دفعتہً باد و باران نے مخالف فوج مین ابتری پیدا کر دی، اور سلطان کو فتح ہوئی، اور نذر معینہ کے مطابق مال غنیمت سے کافی مال و دولت غربا اور مساکین پر تقسیم کیا،

اسی طرح ایک مرتبہ جب کہ سلطان ہندوستان سے غزنی جا رہا تھا کہ راستہ مین ہندو راہبرون نے سلطان کو مع فوج کے بے آب و گیاہ بیابان مین پہنچا دیا، جہان پہنچکر لوگ شدتِ پیاس سے مرنے لگے، سلطان نے نہایت خشوع اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی اور دو رکعت نفل نماز ادا کیا، سلطان کے عجز و انکساری اور اس کی دعا کی برکت سے کچھ دور روشنی نمودار ہوئی، سلطان نے کوچ کا حکم دیا، صبح کے وقت سب لوگ ایک چشمے پر پہونچے اور ہلاکت سے نجات ملی،

حاجیون کی مدد: ۔ ۱۲۴ھ مین صلحا اور علما کی ایک جماعت کثیر نے سلطان کی خدمت مین لکھا کہ ہندوستان کی فتوحات سے ہر سال اعلام اسلام بلند کیے جاتے ہین، لیکن عربی بدوون اور قرامطہ نے بیت الحرام کا راستہ بند کر رکھا ہے، حاجیون کو لوٹتے مارتے ہین، جس کی وجہ سے حج کی فضیلت سے ہم سب محروم ہین، آپ کا ان سے مقابلہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ خلیفہ بغداد اس قدر طاقت نہین رکھتا کہ ان لیٹرون اور ڈاکوؤن کو سزا دے سکے،

سلطان نے اپنے قاضی القضات ابو محمد ناصحی کو تیس ہزار دینار سرخ اور ایک دستہ فوج دے کر امیر الحاج مقرر کیا، چونکہ حج کئی سال سے بند تھا، اس لیے امیر غریب، چھوٹے بڑے، غرض کہ ہر طبقے کے لوگ شامل ہو گئے جب یہ قافلہ صحرائے فید مین پہنچا تو عرب ڈاکوؤن نے راستہ روک لیا، امیر الحاج قاضی موصوف نے پانچ ہزار دینار دے کر پیچھا چھڑانا چاہا، مگر ان ڈاکوؤن نے منظور نہ کیا اور حاجیون پر حملہ کر دیا، حجاج مین اکثر و بیشتر وہ لوگ تھے جو ماہر فن حرب تھے، اس کے علاوہ سلطان کی طرف سے مقرر کردہ سپاہی تھے، بھلا ایسے لوگ لڑائی سے کب

گھبراتے، سلطان کے ایک ترک غلام نے جو مشہور تیر انداز تھا، ڈاکوؤں کے سردار کو ایک ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا اور ڈاکو بھاگ گئے، پھر یہ قافلہ بخیر و خوبی مکہ معظمہ سے مناسک حج ادا کر کے لوٹا اور سلطانی رعب عرب کے بدوؤں اور ڈاکوؤں پر چھا گیا،

عدل و انصاف :۔ ایک دن ایک فریادی حاضر دربار ہوا، عرض کی کہ جہان پناہ آپ کا بھانجا مدت سے میرے گھر آتا ہے اور مجھ کو کوڑے مار کر نکال دیتا ہے، اور میری عورت کے ساتھ صبح تک ہمبستر رہتا ہے، میں تمام حکام مجاز سے شکایت کر چکا ہوں، مگر کسی نے منع نہیں کیا، مجبور ہو کر میں نے آپ کا رخ کیا اور بہت دنوں کے بعد آپ تک پہنچ سکا، خداوند عالم نے آپ کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ کو بارگاہ الٰہی میں جواب دہی کرنی پڑے گی، اگر آج آپ میری دادرسی کریں تو بہتر ہے، ورنہ منتقم اعلیٰ قیامت کے دن اس کا فیصلہ کرے گا،

سلطان یوم جزا کا ذکر سن کر رونے لگا، اور فرمایا کہ یہ حال کسی اور سے نہ کہنا میں اس کا انتظام کروں گا، تم اپنے گھر چلے جاؤ جب پھر وہ ظالم تمہارے گھر آئے اور تم کو گھر سے نکال دے تو تم میرے یہاں آنا،

اس مظلوم نے کہا کہ اے بادشاہ آج بہ ہزار دقت میں آپ تک پہنچا ہوں، اب آئندہ آپ تک پہنچنے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی، دربان مجھے اندر نہیں جانے دیتے، سلطان نے دربانوں کو بلا کر کہا کہ یہ شخص جب بھی آئے میرے پاس بھیج دینا، اور دھیرے سے اس مظلوم کے کان میں کہا کہ اگر یہ لوگ عذر کریں کہ بادشاہ محو خواب ہے تو تم فلاں مکان کے پاس آ کر مجھ کو آواز دینا میں تم کو بلا لوں گا۔

وہ شخص واپس چلا گیا، ایک رات کے بعد پھر بادشاہ کا بھانجا اس کے گھر آیا، اور اس کو کوڑے مار کر باہر نکال دیا، وہ شخص گرتا پڑتا سلطان کے محل میں پہنچا، پہرہ داروں نے کہا کہ اس وقت سلطان محلسرائے میں محو خواب ہیں، ہم اطلاع نہیں کر سکتے، وہ مظلوم اس مکان کے پاس گیا جس کا پتہ خود سلطان نے اس کو بتلا یا تھا، اور سلطان کو آواز دی، سلطان نے فوراً آواز پہچان لی، اور تلوار لیکر اس کے ساتھ اس کے گھر گیا، سب سے پہلے اس نے شمع گل کر دی، جو ان بدکاروں کے سامنے جل رہی تھی اور تلوار سے بھانجے کا سر قلم کر دیا، اور اس شخص سے پانی منگا کر پیا اور بعد میں اس نے شمع گل کرنے اور اس کے بعد پانی پینے کے متعلق پوچھا، سلطان نے کہا شمع اس لیئے گل کر دیا تھا کہ بھانجے کی شکل دیکھ کر رحم مانع نہ ہو، پانی اس لیئے پیا کہ تین روز سے روزہ سے تھا، جب سے تم نے اپنا حال بیان کیا تھا میں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک یہ کام نہ کر لوں گا مجھ پر کھانا پینا حرام ہے، اب چونکہ تمہاری تکلیف و مصیبت دور ہو گئی ہے اور میرا عہد پورا ہو گیا ہے اس لیئے پانی پی رہا ہوں

ایسی مثال سوائے خلفائے راشدین کے اور کسی مسلمان بادشاہ میں مشکل سے ملے گی، حقیقت یہ ہے کہ سلطنت اسی کا نام ہے، اور سلطان محمود نے اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس کیا جو اس پر خدا کی طرف سے عائد ہوتی تھیں، اور جس کا اس نے خدا سے وعدہ کیا تھا،

شوق تعمیر:۔ متھرا فتح کرنے کے بعد سلطان کے دل مین تعمیر کا شوق پیدا ہو گیا، متھرا کی عمارتون نے سلطان کو اس کی طرف متوجہ کیا،

غزنی پہنچکر سلطان نے ایک جامع مسجد برائے یادگار تعمیر کرائی، جس مین سنگ مرمر اور سنگ رخام کے مثمن، مسدس، مربع، طرز کے پتھر کاٹ کر لگائے گئے، نقش و نگار اور استواری دیکھنے والون کو حیرت مین ڈال دیتی تھی، فرش، قندیل، شمع اور دیگر سامان زیبائش و آرائش اعلیٰ درجہ کے مہیا کیے گئے، یہ مسجد غزنی مین بے نظیر تھی، دمشق کی جامع مسجد جس کو خلیفہ ولید نے بنوایا تھا، اور بغداد کی جامع مسجد جس کو بنو عباس نے بنوایا تھا، ان سب سے محمودی جامع مسجد بڑھ گئی، اور سیاحون نے اس کا نام عروس الفلک رکھا تھا،

اس جامع مسجد کے پاس ہی ایک اعلیٰ درجہ کا مدرسہ تعمیر کیا، جس مین علوم معقول و منقول کی اعلیٰ تعلیم ہوتی تھی، جید اور مشہور مدرس اس مدرسہ مین درس دیا کرتے تھے، اور بیش بہا تنخواہین پاتے تھے، طالب علمون کو بلا فیس مفت تعلیم دی جاتی تھی، اور مسافر طالب علمون کے خور و نوش کا سامان اور کتب دی جاتی تھین، اور تعلیمی شوق پیدا کیا جاتا تھا، اس کالج سے متعلق ایک بڑا کتب خانہ تھا، جس مین عمدہ عمدہ نادر کتابین دور دراز سے کثیر رقم صرف کر کے لائی گئی تھین،

نیز دیگر شائقین علوم کے لیے ہر قسم کی سہولتین مہیا تھین، سلطان کی علمی توجہ کو دیکھ کر شہزادون اور امیرون نے بھی مذہبی اور علمی قسم کی سنگین عمارتین تعمیر کر کے غزنی کو سجا دیا، سلطان نے کالج کے مصارف کے لیے بہت بڑا علاقہ بطور معافی دوامی وقف کر دیا تھا، جس سے اخراجاتِ مدرسہ آسانی سے چلتے تھے۔

علمی سرگرمیان سلطان بادشاہون مین معدودے چند بادشاہون کے کوئی بھی اس قدر علوم کا شائق و قدردان نہین ہوا جتنا کہ سلطان محمود، اس کی عام فیاضیون اور علمی سرگرمیون کا شہرہ سن سن کر روم اور مصر تک کے اہل کمال دربار غزنی مین جمع ہونے لگے، ابوریحان بیرونی منجم جو نجوم و ہیئت اور علوم عقلیہ کی اعلیٰ لیاقت کے علاوہ کئی زبانین، خصوصاً سنسکرت جانتا تھا، سلطان کے دربار علمی کا رکن تھا،

غزنی کا اسلامیہ کالج جو مشرق مین اپنی علمی شان و شوکت مین نرالا تھا، اس مین مشہور فضلائے ایشیا پروفیسر تھے، ان کو اور طلبہ کو جیسا کہ مذکور ہے سلطانی خزانہ سے تنخواہین ملتی تھین، وظیفے اور تعلیمی سامان دیئے جاتے تھے، عام طور سے فقیہ، مفسر، محدث، سلطان کے ماتحت ملکون مین ضروری مقامات پر درس علوم اور اشاعتِ اسلام کے کام کرتے تھے،

صوفیون کا متوکل علے اللہ گروہ اگرچہ لوگون کی امداد سے بے پرواہ تھا، مگر سلطان کی عقیدت کی وجہ سے جو اس روحانی اور پاکباز طائفہ سے تھی، امرا اور عہدہ دار مدد کر کے ان روحانی مدرسے یعنی خانقاہین نئے نئے علاقون مین کھولتے تھے، اور ان اخلاقی اور روحانی ادارون کے اخراجات بھی عموماً سلطانی اور دیگر امرا کے عطیات سے پورے ہوتے تھے،

اسی طرح ممالک مفتوحہ مین سلطان نے مسجدین تعمیر کرائین، اور نومسلمون کی استقامت اور تعلیم دین کے لئے مؤذن، واعظ و معلم مقرر کئے، فارسی کا مشہور شاعر فردوسی اُسی کے دربار کا ایک شاعر تھا،

وفات:- سلطان کو مرض القنیہ لاحق ہوگیا تھا، شاہی ڈاکٹر برابر علاج کرتے رہے، مگر مرض بڑھتا ہی گیا، بیماری کی حالت مین بھی وہ سلطنت حسب دستور کرتا رہا، اور بیماری ہی کی حالت مین بلخ گیا اور جاڑے کا موسم وہین گذار کر بہار آنے پر غزنی واپس ہوا، اس درمیان مین بیماری بڑھتی گئی، کوئی دوا کارگر نہ ہوئی، آخر ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان محمود قصر فیروزہ مین دفن کیا گیا۔

حلیہ:- میانہ قد، خوش اندام، چیچک رو، چست و چالاک اور محنتی تھا،

دار فنا پر سلطان کے آنسو:- سلطان نے مرنے سے پہلے اپنے ہاتھی، گھوڑے اور دیگر سامان سلطنت کا معائنہ کیا، سامان کی کثرت سے میدان پُر ہوگیا، سلطان محمود ان خزانون کو دیکھ کر زار و قطار روتا رہا، اس کو دنیاوی مال و دولت نے نہین رلایا، بلکہ دنیا کی بے ثباتی اور کم عمری نے اس کو آنسوؤن کے دریا مین غرق کر دیا۔ اس لئے کہ سلطان نے کڑورون روپیہ رعایا کی فلاح و بہبودی کے لئے خرچ کیا، محمودی شان و شوکت ایشیا مین سیکڑون برس تک قائم رہی، جو بخشش و فیاضی اور خرچ کثیر کی شکل مین ہے، پھر اس دنیا سے جاتے ہوئے اسے روپیہ پیسہ کی بھلا کیونکر فکر ہوسکتی ہے، جب کہ وہ اس سے اب کچھ فائدہ بھی حاصل نہین کر سکتا۔

ترکہ:- سلطان کے پانچ بیٹے تھے، محمدؔ، مسعودؔ، احمدؔ، عبد الرحمنؔ، عبد الرحیمؔ اول الذکر دونون لڑکے توام تھے اور ایک ہی روز پیدا ہوئے تھے، اور یہی وجہ آیندہ مخالفت کی قرار پائی اور بقول منہاج السراج، سلطان محمود کے سات بیٹے تھے، محمدؔ، مسعودؔ، ابراہیمؔ، اسمٰعیلؔ، عبد الرشیدؔ، نصرؔ، محمودؔ،

خزانہ بے شمار تھا، صرف سات سو رطل جواہرات بے بہا، ڈھائی ہزار جنگی ہاتھی اور چار ہزار غلام خاصہ تھے، اور اسی قسم کے اور بے شمار سامانِ شان و شوکت۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرون کی زیارت کرنے والی عورتون پر اور قبرون کو مسجد بنا لینے والون پر اور چراغ جلانے والون پر لعنت کی ہے،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہایت سچا اور دیانتدار تاجر نبیون، صدیقون شہیدون کے ساتھ ہوگا۔